قسط (۲)

"جمال الدین الاسنوی اور ان کی طبقات الشافعیۃ"

ڈاکٹر حافظ عبدالعلیم خاں ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔(علیگ) لکچرر شعبۂ دینیات۔
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

تلامذہ | جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ اسنوی ۷۲۷ھ سے ہی منصب تدریس پر فائز ہو چکے تھے اور اپنی غیر معمولی علمی لیاقت اور فقہ و نحو میں بے پایاں مہارت کی بنا پر بکثرت طلباء ان سے استفادہ کے لئے آیا کرتے تھے۔ اسنوی اپنی عمر کے بیشتر حصے جن مدارس میں پڑھاتے ہی رہے اس لئے ان کے تلامذہ کی تعداد کا شمار کرنا تو بہت مشکل ہے۔ البتہ تلاش و جستجو سے کچھ مشہور تلامذہ کے نام تاریخ و تذکرے کی کتابوں میں مل گئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں، یہ کوئی مکمل فہرست نہیں ہے۔ ان کے علاوہ بھی یقیناً ان کے بہت تلامذہ ہوں گے :۔

(۱) احمد بن عماد بن محمد شہاب الدین الأقفہسی[۱] (م ۸۰۸ھ) انھوں نے اسنوی سے ان کی کتاب "المہمات" کو کتاب الجنایات تک اور اسنوی ہی کی دوسری کتاب "کتاب الجواہر" کو پڑھا تھا۔

(۲) احمد بن عمر بن محمد، بدر الدین، الطنبذی[۲] (م ۸۰۹ھ)

---

[۱] حالات کے لئے دیکھئے: الضوء اللامع ۲/۴۷، ۱۱/۱۰۵، الشوکانی: البدر الطالع ۱/۱۳ ابن العماد شذرات الذہب ۷/۷۳، السیوطی حسن المحاضرۃ ۱/۲۴۹، الزرکلی الأعلام ۱/۱۸۸، عمر رضا کحالہ: معجم المؤلفین ۲/۲۶ [۲] السخاوی: الضوء اللامع ۲/۵۶ - ابن العماد: شذرات ۷/۸۳

(۳) احمد بن یوسف بن فرج اللہ بن عبدالرحیم الشار مساحی[۱] (م ۷۷۷ھ) انھوں نے اسنوی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی

(۴) احمد بن علی بن عبدالرحمٰن العسقلانی المشہور بالبلبیسی[۲] (م ۷۷۹ھ) انھوں نے دیگر تلامذہ کی بہ نسبت سب سے زیادہ اسنوی سے پڑھا تھا اور اسنوی خود بھی انکی بڑی عزت کرتے تھے۔

(۵) احمد بن محمد بن عبدالرحیم بن ابراہیم بن یحیی اللخمی السیوطی[۳] (م ۷۹۰ھ) بہت دنوں تک اسنوی کی خدمت میں رہے اور مختلف علوم و فنون حاصل کیئے۔

(۶) احمد بن ظہیرۃ بن احمد بن عطیہ بن ظہیرۃ شہاب الدین المخزومی المکی[۴] (۷۱۸-۷۹۲ھ) انھوں نے اسنوی سے اصول فقہ کی کتابیں پڑھی تھیں۔

(۷) ابراہیم بن احمد، برہان الدین البیجوری[۵] (م ۸۲۵ھ) مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھی تھیں۔

(۸) اسماعیل بن ابی الحسن بن علی بن عبداللہ، ابوالفداء، مجدالدین البرماوی[۶] (م ۸۳۴ھ) انھوں نے مختلف علوم و فنون کی کتابیں پڑھی تھیں۔

(۹) ابوبکر بن حسین بن عمر بن محمد بن یونس، زین الدین المراغی[۷] (م ۸۱۶ھ) انھوں نے

---

[۱] ابن العماد، شذرات الذہب ۶/۲۵۱ [۲] ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۲۶۰

[۳] ابن العماد: شذرات ۶/۳۱۲ [۴] ابن العماد: شذرات الذہب ۶/۳۱۹

[۵] السخاوی: الضوء اللامع ۱/۱۴، شذرات الذہب ۷/۱۶۹

[۶] الضوء ۲/۲۹۵، النجوم الزاہرۃ ۶/۸۱۸، شذرات ۷/۲۰۸

[۷] الضوء ۱۱/۴۰، شذرات ۷/۱۲۰، ایضاح المکنون ذیل علی کشف الظنون ۲/۳۷۴، یوسف العش فہرس مخطوطات الظاہریہ ۶/۱۰۴

شرح المنہاج کا کچھ حصہ پڑھا تھا۔

(۱۰) ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب الابناسی[1] (م ۸۰۱ھ) اسنوی کی خدمت میں رہ کر فقہ کی کتابیں پڑھی تھیں اور اس میں مہارت حاصل کی۔

(۱۱) عبدالرحمن بن علی بن خلف، زین الدین الفارسکوری[2] (م ۸۰۸ھ) انھوں نے صرف فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

(۱۲) عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن ابی بکر بن ابراہیم، زین الدین، ابوالفضل العراقی[3] (م ۸۰۶ھ) اسنوی سے خاص طور پر فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ انھوں نے مصنف کی کتاب المہمات پر ذیل کے طور پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام تتمات المہمات ہے

(۱۳) عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ ابوالروح شرف الدین الغزی[4] (م ۷۹۹ھ) انھوں نے بھی علوم وفنون اسنوی سے سیکھے۔

(۱۴) عمر بن علی بن احمد بن محمد بن عبداللہ سراج الدین ابن الملقن[5] (م ۸۰۴ھ) انھوں نے خاص طور پر فقہ پڑھی۔

---

۱ الضوء ۱/۱۷۲، سیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۴۴۸۔ شذرات ۷/۳، عمر رضا کحالہ: معجم المؤلفین ۱/۱۱۷، ہدیۃ العارفین ۱/۱۹

۲ الضوء ۴/۹۶۔ شذرات ۷/۷۶، ہدیۃ العارفین ۱/۵۲۹

۳ الضوء ۴/۱۷۱۔ حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۴۔ شذرات الذہب ۷/۵۵ — الزرکلی: الأعلام ۴/۱۱۹

۴ ابن حجر: الدرر ۳/۲۰۵، الشوکانی: البدر الطالع ۱/۵۱۵۔ شذرات ۶/۳۶۰

۵ راقم الحروف نے ان پر ایک تفصیلی مقالہ لکھا ہے جو ماہنامہ برہان دہلی میں جولائی ۱۹۷۹ء اور اگست ۱۹۷۹ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس میں سبھی ماخذ دیے ہوئے ہیں۔

(۱۵) عبداللطیف بن احمد سراج الدین الفوی الشافعی[1] (م ۸۰۲ھ)

(۱۶) محمد بن احمد بن خلیل شمس الدین الغراقی[2] (م ۸۱۶ھ)

(۱۷) محمد بن موسی بن عیسی کمال الدین الدمیری[3] (م ۸۰۸ھ) انھوں نے ۔۔۔ فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی جب اسنوی نے اپنی کتاب التمہید تصنیف کی تو انھوں نے اسنوی کی تعریف کی۔

(۱۸) محمد بن عبدالدائم بن محمد بن سلامتہ ناصرالدین ابوعبداللہ الشاذلی المعروف بابن میلق[4] (م ۷۹۷ھ) انھوں نے فقہ کی کتابیں اسنوی سے پڑھی تھیں اور ان کو افتاء کی بھی اجازت دی تھی۔

(۱۹) محمد بن عمر بن رسلان بدرالدین ابوالیمن البلقینی[5] (م ۷۹۱ھ) انھوں نے بھی فقہ کی کتابیں پڑھی تھیں۔

(۲۰) محمد بن موسیٰ بن محمد بن سند بن تمیم شمس الدین ابوالعباس المعروف بابن سند[6] (م ۷۹۲ھ) انھوں نے اصول فقہ کی کتب پڑھی تھیں۔

تصانیف | اسنوی کی تصنیفی زندگی کا آغاز ۷۴۳ھ کے بعد ہوا[7]۔ ان کو تفسیر، فقہ، اصول فقہ،

الدرر ۳/۳۹۷۔ النجوم الزاہرۃ ۱۲/۱۳۴۔ شذرات ۷/۱۷

الضوء ۶/۳۰۷

الضوء ۱۰/۵۹۔ شذرات ۷/۷۹ الفوائد البھیۃ ۲۰۳۔ الزرکلی: الاعلام ۷/۳۴۰

ابن حجر: الدرر ۳/۴۹۴۔ شذرات الذہب ۶/۳۵۱

الدرر ۴/۱۰۵، النجوم الزاہرۃ ۱۱/۳۸۹۔ شذرات الذہب ۶/۳۱۰

شذرات الذہب ۶/۳۲۶۔ الدرر ۴/۲۶۰۔ ذیل تذکرۃ الحفاظ ۱۶۰-۳۶۸

ابن قاضی شہبہ، طبقات ص ۱۴۲

فرائض، نحو، عروض اور تذکرہ نویسی سے خاص دلچسپی رہی ہے۔ ان کی سب سے پہلی تصنیف فن فقہ میں، جواہر البحرین فی تناقض البحرین ۷۳۵ھ میں منظر عام پر آئی۔ اس کے بعد آخر زمانہ عمر تک تصنیف و تالیف میں لگے رہے مجھے ان کی ۲۷ تصانیف کا علم ہو سکا ہے۔ جن میں سے بارہ کتابیں فن فقہ سے متعلق ہیں۔ پانچ کتابیں اصول فقہ سے متعلق ہیں جس میں "الکوکب الدری" "التمہید" اور شرح منہاج الوصول الی علم الاصول بہت مشہور ہیں۔ فن نحو میں دو کتابوں، عروض، تفسیر اور تذکرہ کی ایک ایک کتاب کا پتا چلا ہے۔ ان کی ان تمام تصانیف میں اب تک صرف دو کتابیں شائع ہوئی ہیں اور دونوں اصول فقہ سے متعلق ہیں۔ جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں معلوم ہو جائے گی۔ ان کے علاوہ کوئی کتاب اب تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی ہے۔ ذیل میں فن وار، ان کی تصانیف کا تعارف کرایا جا رہا ہے۔ ان کی چار کتابوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس فن سے متعلق ہیں اس لئے صرف ان کے نام کے اندراج پر اکتفا کیا گیا ہے۔

فقہ :-

(۱) شرح التنبیہ[1] : ابو اسحاق، ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ الشیرازی، (م ۴۷۶ھ) پانچویں صدی میں ایک مشہور شافعی فقیہ گذرے ہیں۔ انھوں نے فقہ شافعی پر متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی کتاب "التنبیہ" فقہ کی بنیادی اور متداول کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ انھوں نے اپنے استاذ ابو حامد المروزی کی "التعلیقات" کو سامنے رکھ کر اپنی کتاب "التنبیہ" کو مرتب کیا تھا۔ مختلف علماء نے مختلف زبانوں میں اس کی شرحیں بکثرت لکھی ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس کو نظم بھی کیا ہے۔ تاکہ عوام بآسانی مسائل یاد کر سکیں

---

[1] ابن قاضی شہبۃ : طبقات ص ۱۲۶، الحاج خلیفہ: کشف الظنون ۱/۴۹۱، السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۱

...ن کی شروح کی تفصیل الحاج خلیفہ نے کشف الظنون میں دی ہے[1]۔

اس کی اہمیت کے پیش نظر اسنوی نے بھی اس کی شرح لکھنی شروع کی تھی لیکن بقول ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) صرف ایک جلد مکمل کر سکے تھے[2]۔ مجھے اس ایک جلد کے بھی کسی مخطوطے کا پتہ نہیں چل سکا۔

(۳) تذکرۃ التنبیہ فی تصحیح التنبیہ[3]: اس کتاب میں جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہو رہا ہے کہ الشیرازی (م ۴۷۶ھ) کی کتاب التنبیہ کے اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے اس کتاب کا نام "تذکرۃ التنبیہ" صرف مرتب فہرست کتابخانہ رضا، رام پور نے لکھا ہے ورنہ تمام تذکروں میں صرف "تصحیح التنبیہ" نام ملتا ہے۔

اس کا ایک مخطوطہ کتاب خانہ رضا، رام پور میں محفوظ ہے۔ اس مخطوطہ کی کتابت ۹۶۵ھ میں کی گئی ہے اور (۱۱۶) صفحات پر مشتمل ہے۔ کاتب کا نام عمر بن محمد بن احمد بن علی ہے[4]۔

مرتب فہرست کتابخانہ رام پور نے اسنوی کی تاریخ وفات ۷۷۱ھ لکھی ہے حالانکہ تمام تذکروں میں اس کا سنہ وفات ۷۷۲ھ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ مرتب فہرست نے اس کتاب کا سال تصنیف ۷۳۸ھ متعین کیا ہے۔ حالانکہ مصنف نے "التنقیح علی التصحیح" ۷۳۷ھ میں لکھی تھی[5] اور یقیناً

---

[1] کشف الظنون ۱/۴۹۱

[2] ابن قاضی شہبہ: طبقات رقم ۶۴۶

[3] ابن الملقن، العقد المذہب (مخطوطہ پٹنہ) ص ۲۸۷، ابن قاضی شہبہ: طبقات ۶۴۶۔
السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/۲۰۱۔ کشف الظنون ۱/۴۹۱، فہرست کتاب خانہ رام پور (قدیم) ص ۱۷۹

[4] فہرست کتاب خانہ رضا، رام پور ص ۱۷۹

[5] ابن قاضی شہبہ رقم ۶۴۶۔

تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ اس سے پہلے ہی لکھی ہوگی۔" التنقیح" کے ایک سال بعد "تذکرۃ النبیہ" کا سال تصنیف متعین کرنا مرتب کی سراسر غلطی معلوم ہوتی ہے۔

(۳) التنقیح علی التصحیح[1]: یہ کتاب "تذکرۃ النبیہ" کے بعد کی تصنیف کردہ ہے مصنف نے اس میں "تصحیح التنبیہ" کی مزید تنقیح و توضیح کی ہے۔ اس کا سنہ تصنیف بقول ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) ۷۶۳ھ ہے[2] اس کتاب کا نام ابن حجر (م ۸۵۱ھ) نے "التنقیح فیما یرد علی التصحیح" اور بروکلمان نے "التنقیح فی زوائد تصحیح التنبیہ" لکھا ہے[3] اس کے کسی نسخے کا علم نہیں ہوسکا ہے۔

(۴) الھدایۃ إلی أوھام الکفایۃ[4]: ابو حامد محمد بن ابراہیم السُّھیلی الجاجرمی (م ۶۲۳ھ) نے فروغ فقہ شافعی پہ ایک اہم کتاب "الکفایۃ" کے نام سے مرتب کی تھی۔ اس میں بکثرت فقہ کے فروعی مسائل بیان کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود جاجرمی نے انتہائی ایجاز سے کام لیا ہے۔ چونکہ کتاب اپنی جگہ بہت اہم ہے اس لئے مختلف علما نے اس کی شرحیں اور اس کے اختصارات تیار کیے۔ ان شرحوں میں اسنوی کی یہ شرح ایک خاص اہمیت رکھتی ہے۔ اسنوی اس کی تصنیف

---

[1] ابن قاضی شہبۃ، طبقات ص ۱۴۲ ۔ ابن الملقن: العقد ص ۲۸۷
السیوطی: حسن المحاضرۃ ۱/ ۲۰۱، ابن حجر: الدرر ۲/ ۳۵۴، ہدیۃ العارفین ۱/ ۵۶۱
بروکلمان: تتمہ ۲/ ۱۰۷

[2] ابن قاضی شہبۃ: طبقات ص ۱۴۲

[3] الدرر ۲/ ۳۵۴ بروکلمان تتمہ ۲/ ۱۰۷

[4] ابن قاضی شہبۃ: طبقات ص ۱۴۲، ابن الملقن: العقد ۲۸۷۔ السیوطی: حسن ۱/ ۲۰۱ ۔ الحاج خلیفہ: کشف الظنون ۲/ ۱۴۹۸ ۔ بروکلمان: تتمہ ۲/ ۱۰۷

سے ۷۴۶ھ میں فارغ ہوئے[1] اس کتاب کا ایک مخطوطہ دار الکتب المصریہ قاہرہ میں محفوظ ہے[2]

(۵) الفتاوی الحمویۃ[3]: یہ اسنوی کے فتاوے کا مجموعہ ہے۔ غالباً اہل حماۃ نے کچھ مسائل اسنوی سے پوچھے تھے اور اس کا جواب انھوں نے دیا تھا اس وجہ سے اس مجموعہ کا نام "الفتاوی الحمویۃ" رکھا گیا۔

(۶) کافی المحتاج فی شرح المنہاج للنووی[4]: مشہور محدث، شارح مسلم امام نووی (م ۶۷۶ھ) کی منہاج الطالبین فقہ شافعی کی اہم کتابوں میں شمار کی جاتی ہے یہ کتاب مصر سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر تقی الدین سبکی (م ۷۵۶ھ) نے اس کی ایک مبسوط شرح لکھنا شروع کیا تھا لیکن اس کو مکمل نہ کر سکے تھے پھر ان کے بیٹے بہاء الدین السبکی (م ۷۷۳ھ) نے اس کو مکمل کیا۔ ان کے علاوہ کمال الدین دمیری (م ۸۰۸ھ)، ابن قاضی عجلون (م ۸۲۹ھ)، محمد بن احمد المحلی (م ۸۶۴ھ)، ابن الملقن (م ۸۰۴ھ) ابن خطیب الدهشۃ (م ۸۳۴ھ) اور قاضی زکریا انصاری (م ۹۲۶ھ) نے اس کی مختصر و مبسوط شرحیں لکھی ہیں۔

چونکہ یہ کتاب بہت اہم ہے اور درسیات میں بھی شامل ہے اس لئے اسنوی نے بھی

ابن قاضی شہبۃ: طبقات ۱۴۶

فہرست دار الکتب المصریہ ۱/۵۴۶

ابن قاضی شہبۃ: طبقات ۱۴۶۔ بروکلمان: تتمہ ۲/۱۰۷

ابن الملقن: العقد ص ۲۸۷۔ ابن قاضی شہبۃ: طبقات ۱۴۶۔

الدرر ۲/۳۵۴ - شذرات الذهب ۶/۲۲۴ - کشف الظنون ۲/۱۸۷۴

حسن المحاضرۃ ۲/۲۰۱ - بروکلمان ۲/۹۰۔

اس کی شرح لکھنے کی طرف توجہ کی لیکن وہ اپنی شرح مکمل نہ کر سکے۔ ابن قاضی شہبۃ اپنی طبقات میں رقمطراز ہیں کہ "اسنوی نے اس کی تین جلدیں مکمل کر لی تھیں اور اس طرح ابتدا سے کتاب المساقاۃ تک کی شرح مکمل ہو گئی تھی۔ اس کے بارے میں ابن قاضی شہبۃ کی یہ رائے ہے کہ یہ شرح بہت عمدہ مفید اور منقح ہے اور منہاج کی تمام شرحوں میں سب سے زیادہ نفع بخش ہے[1]"۔ حاجی خلیفہ کشف الظنون میں لکھتے ہیں کہ "اسنوی نے کتاب المساقاۃ تک اس شرح کو مکمل کر لیا تھا اور اس کا نام "الفروق" رکھا تھا[2]۔ ابن حجر نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ یہ شرح مکمل نہیں ہوئی تھی۔

اس کے چند ناقص نسخے دار الکتب المصریۃ میں محفوظ ہیں[3]۔

(۷) مطالع الدقائق فی الجوامع والفوارق[4]: یہ کتاب فقہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا نام مختلف کتابوں میں مختلف ملتا ہے۔ ابن قاضی شہبہ نے اس کا نام "اللوامع والبوارق فی الجوامع والفوارق" لکھا ہے۔ ابن حجر کی کتاب الدرر میں اس کا نام "البدور الطوالع فی الفروق والجوامع" ملتا ہے۔

اس کے تین نسخے دار الکتب المصریۃ میں محفوظ ہیں[5] اور ایک نسخہ بغداد میں ہے[6]۔ ان کے علاوہ بروکلمان نے اسکندریہ کے کتاب خانے میں بھی اس کے ایک نسخے کے وجود

---

[1] ابن قاضی شہبۃ: طبقات الشافعیۃ رقم ۶۴۶

[2] کشف الظنون ۲/۱۸۷۴   [3] فہرست دار الکتب المصریۃ ۳/۲۶۵

[4] ابن قاضی شہبہ: طبقات الشافعیۃ ص۶۴۶۔ الدرر الکامنہ ۲/۳۵۴، کشف الظنون ۲/۱۷۱۸ ہدیۃ العارفین ۱/۵۶۱۔ بروکلمان: ذیل ۲/۱۰۷

[5] رقم ۲۷۷۔ ۹۰۱۔ ۱۴۲۱۔ فہرست دار الکتب المصریۃ ۱/۵۳۹

[6] اسعد طلس: الکشاف عن مخطوطات خزائن الاوقاف (بغداد ۱۹۵۳) ص۱۲۵

کا پتا دیا ہے[۵۱]

(۸) حل الغاز المحافل فی الغاز المسائل الفقهية[۵۲] : یہ کتاب بھی فقہ کے پیچیدہ مسائل پر مشتمل ہے۔ ابن قاضی شہبہ اپنی طبقات میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اسنوی اس کی تالیف سے ۷۷۰ھ میں فارغ ہوئے اس طرح یہ مصنف کی وفات سے دو سال قبل مرتب ہو چکی تھی۔ بقول ابن قاضی شہبۃ احمد بن حجی بن موسی شہاب الدین الدمشقی (م ۸۱۶ھ) نے اس کتاب کے بعض مقامات پر اعتراضات کیے ہیں اور ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔

اس کتاب کا سب سے اہم مخطوطہ چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن (آئرلینڈ) میں محفوظ ہے۔ یہ مخطوطہ ۱۷۱ اوراق پر مشتمل ہے اور عالمانہ خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اس کے کاتب عبدالرحمن بن عمر الأشعری الشافعی ہیں۔ اس کی کتابت مصنف کی وفات کے ۹ سال بعد ۷۸۱ھ میں کی گئی[۵۳] اس کا دوسرا نسخہ جو ۱۰۵۲ھ کا نوشتہ ہے رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ مکمل نہیں ہے۔ صرف کتاب الطہارۃ سے کتاب الاقرار تک ہے۔ اس میں ۲۰۴ صفحات ہیں۔ نسخہ اچھی حالت میں ہے لیکن آب رسیدگی کی وجہ سے کاغذ بوسیدہ ہو گیا ہے[۵۴]۔ اس کے دو مکمل اور ایک ناقص نسخہ دارالکتب المصریۃ میں محفوظ ہے[۵۵]۔ اس کا ایک مخطوطہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد میں بھی

---

[۵۱] بروکلمان : تتمہ ۱۰۷/۲

[۵۲] ابن قاضی شہبۃ : طبقات ۶۴۶ ۔ حسن المحاضرۃ ۲۰۱/۱ ۔ کشف الظنون ۱۰۹/۲
بروکلمان ۲/ ۹۰ و ذیل ۱۰۷/۲

[۵۳] نمبر ۳۴۰۸ فہرست چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن (انگریزی کی زبان میں)

[۵۴] فہرست کتب خانہ رضا، رام پور ۲۱۴/۱

[۵۵] نمبر ۱۵۷ - ۹ ۴۸ — ۱۴۴۵ - (فقہ شافعی) فہرست دارالکتب ۴۵۹/۸ - ۵۲۴ -

پایا جاتا ہے۔[1]

(۹) احکام الخناثی[2]: یہ کتاب خنثی کے احکام و مسائل پر مشتمل ہے۔ اس میں مصنف نے بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ خنثی کے احکامات بیان کیے ہیں۔ اس میں مصنف نے چھ فصلیں قائم کی ہیں:۔

(۱) الفصل الأول فی الکلام علی لفظ الخنثی (۲) الفصل الثانی فی بیان صفة الخنثی (۳) الفصل الثالث فیما یتضح بہ حال الخنثی من العلامات المحسوسة (۴) الفصل الرابع فی تعارض ھذہ العلامات وفیہ مسائل (۵) الفصل الخامس فی علامات مختلف فیھا۔ (۶) الفصل السادس اذا جمیع الامارات المحسوسة رجعنا الی المیل۔

اس کتاب کے صرف ایک مخطوطے کا پتا چل سکا ہے جو برلن (جرمنی) میں محفوظ ہے۔ شعبان ۸۹۰ھ کا مکتوبہ ہے اور اس کے کاتب محمد بن محمد بن عبد الباسط ابو البقاء بدر الدین الشافعی ہیں۔[3]

(۱۰) جواہر البحرین فی تناقض الحبرین[4]: یہ کتاب فقہ شافعی کے فروعی مسائل پر مشتمل ہے۔ اس کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض تذکرہ نگاروں نے اس کا نام "مجمع البحرین

---

[1] نمبر ۲۳ (فقہ) فہرست کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد۔ ۱۱۵۸/۲

[2] العقد المذہب ص ۲۸۷۔ الدرر الکامنة ۳۵۴/۲۔ حسن المحاضرة ۲۰۱/۱ کشف الظنون ۱۸/۱ ہدیۃ العارفین ۵۶۱/۱۔ بروکلمان ۹۰/۲ وذیل ۱۰۷/۲

[3] نمبر ۴۷۹۰: فہرست کتب خانہ برلن (جرمنی) (بزبان جرمنی) ۲۴۰/۲

[4] ابن قاضی شہبة، طبقات الشافعیة ۷۴۲؟، الدرر ۳۵۴/۲، کشف ۱۵۹۹/۲

فی تناقض البحرین" اور بعض نے "جواہر البحرین" لکھا ہے۔ اس کا وہ مخطوطہ جو کتاب خانہ فخر الدین النصیری طہران میں محفوظ ہے۔ اس کے سرورق پر اس کا نام "مجمع البحرین و ملتقی النیرین فی الفقہ الشافعی" لکھا ہوا ہے[1] ابن قاضی شہبہ (م ۸۵۱ھ) نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ۷۳۵ھ میں مکمل ہو چکی تھی[2] محمد بن محمد الاسدی القدسی (م ۸۰۸ھ) نے اس کے ردّ میں ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "تجنب الظواہر فی الجواہر" تھا۔ اس کے علاوہ جلال الدین، محمد بن احمد المحلی (م ۸۶۴ھ) نے جواہر البحرین پر تعلیقات بھی لکھی تھیں[3]

اس کتاب کے متعدد نسخے دنیا کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں:۔

۱۔ اس کا سب سے اہم مخطوطہ فخر الدین النصیری کے ذاتی کتب خانہ طہران میں محفوظ ہے۔ جو مصنف کے حینِ حیات میں ۷۴۵ھ میں لکھا گیا تھا[4] اس کے دو مکمل نسخے اور ایک مخطوطہ جو اوّل و آخر سے ناقص ہے، دار الکتب المصریۃ میں محفوظ ہے[5]

(۱۱) مختصر الشرح الصغیر[6]: عبد الکریم بن محمد بن عبد الکریم، ابو القاسم الرافعی (م ۶۲۳ھ) نے امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کی "الوجیز" کی دو شرحیں لکھی تھیں ان میں سے ایک

---

[1] المنجد، صلاح الدین: مجلۃ معہد المخطوطات العربیۃ (مئی ۱۹۵۷ء قاہرہ) ۳/۴۹

[2] ابن قاضی شہبہ: طبقات ۶۴۶

[3] کشف الظنون ۱/۶۱۳

[4] المنجد: مجلۃ معہد المخطوطات العربیۃ (مئی ۱۹۵۷ء قاہرہ) ۳/۴۹

[5] ۲۸۴، ۱۰۹۱۔ دیکھئے فہرس الدار الکتب ۱/۵۰۸

[6] ابن قاضی شہبہ، طبقات نمبر ۶۴۶، ابن الملقن: العقد المذہب ص ۲۸۷، الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴، حسن المحاضرۃ ۱/۳۰۱

"الشرح الکبیر" اور دوسری "الشرح الصغیر" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دونوں کتابیں فقہ شافعی کی کتب میں اعلیٰ مقام رکھتی ہیں۔ اسنوی نے الشرح الصغیر کی تلخیص کرنا شروع کیا تھا لیکن مکمل نہ کر سکے۔ ابن قاضی شُہبہ اور ابن حجر کے قول کے مطابق صرف کتاب البیع تک تلخیص کا کام کر سکے تھے۔

(۱۲) المھمات فی شرح الرافعی والروضۃ:[۱] ابوالقاسم الرافعی (م ۶۲۳ھ) نے امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کی "الوجیز" ایک شرح لکھی تھی جو الشرح الکبیر کے نام سے مشہور ہے اور محی الدین النواوی (م ۶۷۶ھ) نے روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین فقہ شافعی میں ایک کتاب مرتب کی تھی۔ یہ دونوں کتابیں فقہ کی اہم اور بنیادی کتابیں سمجھی جاتی ہیں اور ان کی پچاسوں شرحیں لکھی گئی ہیں۔ بہت سے اختصارات اور تلخیصات تیار کی گئیں جس کی تفصیل کشف الظنون میں موجود ہے[۲] اسنوی نے ان دونوں کتابوں میں جو اہم اور مختلف فیہ مقامات تھے ان کی شرح لکھی ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام المھمات رکھا۔ اس کتاب کی اہمیت کے بارے میں شمس الدین ابن قاضی شہبہ (م ۷۹۰ھ) نے ایک شعر بھی لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:[۳]

ابدت مھماتہ اذ ذاک رتبتہ　　　　ان المھمات فیھا یعرف الرجل

یہ کتاب اسنوی کی ان چند تصانیف میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے اسنوی کو عظیم شہرت حاصل ہوئی، ابن قاضی شہبہ کے بیان کے مطابق مصنف اس کی تصنیف سے ۷۶۰ھ میں فارغ ہوئے اسنوی کے علاوہ جن لوگوں نے اس کی شرحیں لکھی ہیں اور اختصارات تیار کئے ہیں ان کے نام مندرجہ

---

[۱] کشف الظنون ۲/۱۹۱۴۔ الدرر الکامنۃ ۲/۳۵۴۔ ابن قاضی شہبۃ: طبقات ۶۴۶۔

[۲] کشف الظنون ۲/۱۹۱۴

[۳] ابن قاضی شہبۃ: طبقات رقم ۶۴۶

…بن سلیمان شمس الدین الصرخدی (م ۷۹۲ھ) نے اس کا ایک اختصار تیار کیا تھا۔[1] اس کے علاوہ احمد بن حجی بن موسیٰ، شہاب الدین ابو العباس الدمشقی (م ۸۱۶ھ) نے اسکے بعض مقامات کی رد میں ایک کتاب مرتب کی۔[2] عز الدین حمزۃ بن احمد الدمشقی (م ۸۷۴ھ) نے ذیل کے طور پر تتمات المہمات لکھی۔[3] احمد بن العماد الاقفہسی (م ۸۰۸ھ) نے التعلیق علی المہمات کے نام سے اس کی ایک شرح تیار کی۔[4] اسنوی کے عزیز ترین شاگرد اور مشہور محدث حافظ ابو الفضل العراقی (م ۸۰۶ھ) نے استدراک کے طور پر "مہمات المہمات" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی۔[5]

یہ کتاب کافی ضخیم ہے اور اب تک طبع نہیں ہوئی ہے۔ اس کے متعدد نسخے مشرق و مغرب کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔ اس کا ایک مکمل نسخہ چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن میں محفوظ ہے۔ اس میں ۷۷۴ اوراق ہیں اور اس کے کاتب کا نام ابراہیم بن محمود الجوینی ہے۔ سنہ کتابت ۲۷ رجب سنہ ۹۰۴ھ ہے۔[6] اس کا دوسرا مخطوطہ بھی چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن میں محفوظ ہے جو کتاب کے صرف ثلث اول پر مشتمل ہے۔ اس میں ۲۳۵ اوراق ہیں اور روشن خط نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اس پر سنہ کتابت درج نہیں ہے۔ مرتب فہرست آربری نے آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا بتلایا ہے۔[7]

---

[1] شذرات الذہب ۶/۳۲۵

[2] ابن قاضی شہبہ: طبقات رقم ۶۴۶

[3] کشف الظنون ۲/۱۹۱۴

[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] نمبر ۴۳۲۷: فہرست چیسٹر بٹی لائبریری ڈبلن ۵/۱۰۳ (بزبان انگریزی)

[7] نمبر ۳۰۶۸: ایضاً ایضاً ۱/۲۷

اس کا ایک اور مخطوطہ بھی چسٹر بٹی لائبریری میں موجود ہے۔ جس میں ۶۱ اوراق ہیں۔ اور آٹھویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ سنہ کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے[1]

اس کے علاوہ اس کے کم و بیش چودہ پندرہ نسخے کچھ ناقص اور کچھ مکمل دارالکتب المصریۃ قاہرہ میں محفوظ ہیں[2] کتب خانۂ آصفیہ حیدر آباد میں بھی اس کا ایک ناقص مخطوطہ پایا جاتا ہے اس پر کتاب کا نام "المبہمات الغامضۃ فی الأحکام المتناقضۃ" لکھا ہوا ہے۔ مرتب فہرست نے لکھا ہے کہ اس کتاب کا موضوع یہ ہے کہ امام رافعی کی شرح کبیر اور امام نووی کی .... روضۃ الطالبین میں متعدد مقامات پہ تناقص اور اختلافات تھے۔ اسنوی نے ان اختلافات کو رفع کیا ہے اور ان کی شرح بھی کی ہے۔ ثلث ثانی اور ثلث ثالث کا مخطوطہ وہاں محفوظ ہے[3]

باقی

---

[1] نمبر ۳۵۹۳ : فہرست چسٹر بٹی لائبریری ڈبلن ۱۰۳/۵ (بزبان انگریزی)

[2] فہرس الدار الکتب المصریۃ ۵۴۲/۱

[3] فہرست مشروحہ بعض کتب نفیسہ قلمیہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد ۲۳۲/۲ -

---

ادارہ کے قواعد و ضوابط اور فہرست کتب طلب فرمائیے
ندوۃ المصنفین۔ اردو بازار دہلی ۶